

نَوْيِتِ ہَلَالِ کے بَارے میں کچھ ضروری تَائِیں

مولانا ہرمان الدین سنبلی صاحب

اللَّهُ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ . الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالْقَلْمَانُ

وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِنَا الْأَمِينِ مُحَمَّدِ رَسُولِنَا وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ ۝

جدید وسائل راحت و اسباب آسانش کی فراہمی اور فراوانی نے جہاں زندگی کو پُر راحت بنادیا ہے ویس بعض مسائل پیدا کئے اور ذہنی انتشار کے اسباب بھی مہیا کئے ہیں۔ ان وسائل و اسباب میں خبر سانی کے جدید ذرائع نیز رکھدگا ہوں گا فیم اور ان کی فراہم کردہ اطلاعات بھی ہیں۔ یہ چیزیں اپنے اندر سہیت سے منفید پھپور کھنے کے ساتھ بعض دوسرے اثرات مرتب کرنے کا سبب بھی نہیں ہیں، مثلاً کسی جگہ چاند ہو جانے کی روایتوں کے ذریعہ موصول ہونے والی خبر یا انھوں عید کے چاند کی خبر جہاں ہنچتی ہے۔ اور کہاں نہیں ہنچتی ۹۔ وہاں۔ ایک خاص قسم کا اثر چھوڑتی اور عموماً انتشار کا سبب بخاتمی ہے۔ کم و بیش ایسی ہی صورت حال رکھدگا ہوں گی طرف سے جاری کر دے۔ چاند کے بالے میں اطلاعات کے نتیجہ میں بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ حالتاکہ چاند، خواہ عید کا ہو یا میضاں کا اس سے براہ راست سبب سے احمد شرعیہ والبستہ ہیں، اس لئے ہوتا یہ چاہئے کہ جس طرح نماز، روزہ

وغیرہ جہادات کے مسائل میں صرف شریعت کی طرف رجوع کیا جاتا ہے اسی طرح چاند اور اس سے متعلق تمام امور میں بھی تنہا اسی کی طرف متوجہ ہوا جاتے اور اسی سے رائہنگانی حاصل کی جاتے۔

اندھارے میں شریعت کی تعلیمات و مہایات کیا ہیں؟ یہ جاننے کے لئے راقم الحروف اپنی ہی ایک ستھرہ سال پہلے لکھی۔ تحریر کا نقل کر دیا مناسب سمجھتا ہے۔

”اسلامی احکامات سے معمولی آگاہی رکھنے والوں پر بھی یہ بات مخفی نہ ہوگی۔ کہ اسلام تمام امور میں سادگی و یہ تکلفی اور فطری طریقے اختیار کرنے کا حکم دیتی ہے اور ہر جسم کیر مذہب کے لئے ایسا کرنا ضروری بھی ہے۔ کیونکہ آلات اور فنی صابات کے جانے والے لوگوں اور اس سے متعلق ضروری چیزوں کا ہر جگہ مہیا ہونا یقینی نہیں ہوتا، اگر ان فنی اصول و آلات پر احکام شرعیہ کا دارود مدار ہوتا تو وہ بہت سے لوگوں بلکہ شاید اکثریت کے لئے ناقابل عمل ہو جانتے بلکہ بہت سے احکام آلات کی ایجاد اور قواعد کی دریافت تک ناقابل عمل رہتے اور سینکڑوں بلکہ شاید ہزار سال بعد ان پر عمل کرنے کی توبت آتی۔“

اسلام بس کے مخاطب کا لے اور گورے دیہاتی و شہری، آبادیوں سے دور اور وسائل زندگی سے محجور، صحر الازد و بادیں شین اور خلاباز و کوہ پہیا، غرضیکہ ہر طرح اور ہر سطح کے لوگ ہیں، ایسے مذہب کے قوانین میں سب ہی کی رعایت کی جائی ہے، اس وجہ سے ہر عمل کا وہ طریقہ بتایا گیا ہے جو سب کے لئے آسان ہو اور اس کی تعمیل ہمیلت مالیت ایضاً کا مصدقہ ہو۔ ہی سبب ہے کہ شریعت کے وہ احکام جن کا تعلق خاص وقت سے ہے (مثلاً نماز) ان کے لئے سورج کے طلوں و غرذب، اس کے استوار و انحراف، کو معیار بنایا گیا ہے، اسی طرح مہینوں سے والبته احکام کے لئے چاند

کی روایت دکھلی آنکھوں سے نیا چاند تظریٰ نے کوچاند کے افق پر بوجو دہونے کو نہیں مار حکم
قرار دیا گیا، ایکو نکھلے چاند سورج کی رکشنا کے دھنارے پر جن کی تابانی و صنیا پاشنی
اور اس کے وجود سے سارا عالم اور اس کا ہر سرگوشہ منور و مستفید ہو رہا ہے نیز ان
ہرثیر ہر جگہ پہنچ رہا ہے۔ هوا لذی جعل الشمس ضیاء و القمر نوراً وقد رأى
ستاراً لتعلمسه واعداً السینين والحساب ما خلق اللہ ذاللطف الظاهر

بالحق (سورۃ یونس آیۃ ۱۵)

چانپو رہفان وعید کی آمد و رفت کے لئے صحیح احادیث میں وہی فطری اور
سادہ اصول بتایا گیا ہے جو اسلامی تعلیمات کا تفاصیل ہے۔ یعنی قیمتی چیزوں کی فرمائی
آلات رصدیہ اور علم حساب کی احتیاج کے بغیر پسندیدہ حل کیا جاتے اسی لئے حکم دیا
گیا ہے «صو موالر کیتھ وافطرو والر کیتھ فان اغنى علیکم فاقدر واف
لش تلثین عین» مطلب یہ ہے کہ دو دین و دیگر آلات رصدیہ و قوانین حسابیہ سے مدد لینے
کی ضرورت نہیں۔ اور نہ ان کے لئے کسی پریشانی میں مبتلا ہونے کی حاجت
بلکہ جب نیا چاند ۲۹ کو تظر آجائے تب روزہ رکھنا شروع کر دیا جائے (اگر وہ ان
کا چاند ہے) اور عید کر لی جائے (اگر عید کا ہمینہ ہے) اگر چاند تظر نہ آئے تو نیشن دن

۱۔ یحیرث بحیث مسلم (۱۷) (کتب غادر شیدیہ دہلی) میں ہے بخاری شریف (ج ۱) میں بھی ایک کے ہم
معنی درج ہے اسی سے ملتے جلتے الفاظ دیگر احادیث میں بھی ملتے ہیں مثلاً صو موالر کیتھ وافطرو والر
کیتھ عین۔ واذ اس اغنى میتووا فصو موالا فاذ اغنى علیکم فاقدر واف
لشین (و بخاری ج ۱ ص ۲۵۶) اسی سے یہاں بھی معلوم ہو جاتی ہے کہ ہلاں رمضان و
عید کا دیکھی بھی مہینہ کی سہلی تاریخ کا، بیشگی حساب طریقہ سے تعین کرنے کا عرض کیا طریقہ
ہے چانپو اس پریشانی کی تصور کی جاتی عید یا رمضان کی آمد شرعاً درست نہ ہو گی۔

پورے کر لینے کے بعد اگلا دن اس... کے لئے سنن ہی متعین تھے
 مذکورہ بالا اقتضیاً سند کے اس پہلو برعما ص طبع سے غور کرنے کی ضرورت تھے
 کہ اندر کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمینہ کی آمد کو نئے چاند کی روایت (کھلی آنکھ
 سے دیکھ لئے جانے) پر موقوف رکھا تھے۔ یعنی چاند کا افق پر موجود ہونا، یا اس کے
 لکڑائے کے صرف عقلی امکان پر دار و مدار نہیں رکھا۔ یہ بات اگرچہ مذکورہ بالا
 حدیث کے الفاظہ فانْ أَعْنَمْ عَلَيْكُمْ سے بھی معلوم ہو رہی ہے۔ کیونکہ اس
 تعبیر کا واضح مفہوم یہا ہے، کہ حکم نہ ہے، چاند افق پر موجود ہو لیکن کسی رکاوٹ
 بادل یا گرد و غبار کی وجہ سے ۲۹ رکو نظر نہیں آ رہا ہے تو بھی شرعی حکم یہا ہے کہ
 تیسیں دن پورے کر لینے کے بعد اگلا ہمینہ شروع کیا جائے، لیکن سنن ابو داؤد و
 ترمذی میں جو الفاظ حدیث ملتے ہیں ان سے یہ پہلو اور زیاد واضح بلکہ متعین
 ہو جاتا ہے کہ اس کے علاوہ کسی اور معنی کی تجارتیں ہی نہیں رہ جاتی۔ ریا اگلی بیت
 بھی راقم کی کتاب «روایت ہلال کامستلہ» سے ہی ماخوذ ہے
 سنن ابی داؤد میں ہے۔

قالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَصُومُوا حَتَّىٰ تَرُوا هَذِهِ
 صُومُوهُتَىٰ تَرُوْهُ فَإِنْ حَالَ دُنْتَهُ عَنْمَاصَةً فَأَتَمُوا الْعِدَّةَ ثَلَاثَةَ شَيْئَنِ
 (ابوداؤد ۱۸۳، مطبع جیری کانپور)
 ۱۷

یعنی رمضان کا نیا چاند دیکھے بغیر روزہ نہ رکھو، پھر در رمضان کے ہمینہ کی آمد
 کے بعد) برابر روزہ رکھتے رہو جب تک اگلا چاند (عید کا) نہ دیکھا لو، اگر چاند کے

لئے رُوایت ہلال کامستلہ (تغیریت) از محمد بان الدین سنہصلی شائع کردہ مجلس
 تحقیقات شریعیہ ندوۃ العلماء (کھنجر ۱۹۹۱ھ)

نظر آنے میں بادل حائل ہو جائے تو تینیں کی گئی مکمل گرو۔
لہو ترمذ کی روایت یہ ہے : (مشائج) مکتبۃ رحمیہ۔ دیوبند

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صوموا الرؤیتہ وانظروا
فان حالت دونہ غیر ایڈ فا کملوا ثلاثین یوماً، ترمذ کی روایت
کا مفہوم بھی وہی ہے جو ابو داؤد والی حدیث کا ہے، ابتدۂ ترمذ کی کے الفاظ در غیر ایڈ
زیادہ عام ہیں۔ ان الفاظ کے اندر بادل، گرد و عنابر وغیرہ صب وہ چیزیں شامل
ہیں جو چاند کے نظر آنے میں رکاوٹ بیں۔

وعنیایہ، کی تشریع کے لئے دیکھئے جمع البخار ۸۵ (دائرۃ المعارف، حیدر آباد)
اور المسند، مادہ «خنی»

ان الفاظِ حدیث سے اس کے علاوہ اور کوئی مفہوم نہیں سکتا کہ اگر
چاند افق پر موجود بھی ہے۔ مگر اس کے کھلی آنکھوں سے نظر آنے میں بادل یا اور
کوئی چیز حائل ہو گئی ہو، اور چاند نظر نہ آ سکا ہو۔ تو اسی صورت میں بھی شرعاً
کا حکم ہے، ہے کہ تینیں^۳ دن پورے کرنے جائیں۔ اس سے یہ بات بھی روز روشن
کی طرح عیال ہو جاتی ہے کہ مہینہ کی آمد و رفت کا دار و مدار شرعاً رؤیت پر یعنی
نئے چاند کے دیکھ لینے پر ہے، اس کے افق پر موجود ہونے یا امکانِ رؤیت پر
نہیں ہے۔ اور اسی سے یہ بھی معلوم بلکہ ثابت ہو جاتا ہے کہ حسابی طریقہ یا آلات
و صدیے کے ذریعہ ثابت ہونے والا چاند، شرعی احکام کے لئے بنیاد نہیں بن سکتے،
کیونکہ آلات اور حسابی قواعد کے ذریعہ زیادہ سے زیادہ نئے چاند کا امکان معلوم
ہے۔ نہ اسے، جس کے لئے عموماً فقہی کتابوں میں «تولید بلال» یا «ولادت قمر»
و نمیہ و جیسے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ اگریزی میں اسے نیوموا، Day و Month
کا بامیہ ہے۔ درستیقت چاند اپنی رفتار کے خالصی مرحلہ میں سورج کے بالکل میاذا

میں آ جاتا ہے۔ داسی لئے یہ حالت قران شمس و قربی کہلاتی ہے اور چاند کا ظاہری وجود قطعاً پھپٹا ہے گویا کہ روح کے رکشی جسمانی ذات کے اندر قابض ہے کہا جائے۔ یہ کیفیت دو تین مثُل رہتا ہے اس کے بعد تدریجیاً دونوں کے دنبیاں رو رک ہوتی ہے تو پھر چاند کا ظاہری وجود نمایاں ہونے لگتا ہے اور تقریباً چھٹے گھنٹے بعد تا بل رویت بن جاتی ہے۔

ظاہر ہے کہ چاند کی ذکورہ بالا مذکور، ولادت سے لے کر تا بل رویت ہونے تک شرعی احکام کے لحاظ سے ناقابلِ التفات ہیں لہذا جب رویت ثابت ہو جائے تب وہ مدارِ حکم بنے گی، اسلام سے پہلے ہمیں تھا نے کہ مزدودت ہمیں کر آلات اور حسابی قواعد، رویت، آنکھ سے دیکھنے، کام ہمیں کر سکتے اور شرعی احکام رویت پر موقوف ہیں۔ یہ بات اگرچہ احادیث بالا سے بہا ہے اور صراحت ثابت و معلوم ہو رہی ہے کہ پھر مزید کسی حاصلہ کی مزدودت ہمیں رہتی لسکن مزید الطینان کے لئے یہاں ایک مشہور شافعی فقیہ علامہ اہمن عاصی بن رحہ صاحب رحمۃ المحتار کا بیان نقل کیا جا رہا ہے۔

سراج بہ علماء ممن عدم الاعتماد علی قول اہل الہجوم
فی ذہل دمہنان لان ذلک مبنيٰ علی ان وجوب الصوم
معلن برؤیۃ الہلال الحدیث بصوم والرؤیۃ "تو لید
العلاء" لیس مبنياً علی الروایہ بل علی قواعد فلکیۃ وہن
و ان کانت صحیحة فی نفسہا لکن (ذ) کانت ولادت
فی لیلة کذ افقدی بی فیہا الہلال وقد لا یرى ف
الشارع علق الوجوب علی الروایۃ لاعلی الولادۃ۔

(رج ۱۲۸۹ مکتبہ نہایت دیوبند)

بیساک اور پرستعد دہار ذکر کیا، رویتِ ہلال کا ثبوت آلات و حسابی قلائد
کے نہیں ہو سکتا۔ اگرچہ مذکورہ بالادلائیل سے یہ حقیقت پوری طرح ثابت
معلوم ہو جاتی ہے مگر خدا کی شان دیکھئے کہ جدید ترین ذراائع معلومات سے
کا احتجاجی کی تائید ہوتی ہے۔ پاکستان کے ایک مشہور صاحبہ تبلیغ عصری تعلیم یافتہ
نیاء الدین صاحب جن کے متعدد قابلِ قدر مقالات، رویتِ ہلال کے موضوع
پڑھ لئے ہو چکے ہیں اور ان سب کا جمیع رسالہ کی شکل میں لندن سے شائع
ہوا ہے، موصوف نے یونیورسٹی آف لندن آئیبریو بریسی کے شعبۂ فزکس و
میکنیکیات کے اس سٹڈی ڈائرکٹر سے اس موضوع پر خط و کتابت کر کے
معلومات حاصل کیں، ڈائرکٹر مذکور نے جواں کا جواب دیا اس کا خلاصہ ضمایر و درین

م۔ پوری امانت میں صرف چند حضرات ایسے گذرے ہیں کہ بارے میں نقل کیا گیا ہے کہ وہ حسابی
ارقیہ سے بھی نئے چاند کے ثبوت کے قائل تھے میکن جمہوریت نے یہ قول دلائل کثیرہ کی پہنچ پیدا
رکر دیا ہے، اس کی تفصیل بھی راقم کی کتاب "روایت ہلال" کا مسئلہ ہے میں دیکھم
پاسکتی ہے۔ یہاں یہ بات بھی لائق توجہ ہے کہ آج حسابی قواعد اور آلات کی دریافت
کے بعد رؤیت کا فصلہ حسابی طور پر یا آلات کی بنیاد پر کیا جاتا ہے تو اس
کا پورا امکان ہے کہ باطل و غیرہ کی موجودگی میں چاند کی روایت مان لی جائے
۔ حقیقت شرعاً روایت تھوڑی نہ ہو، اس طرح خیال القرون میں ہونے والی روایت جو
۔ علمی روایت پر، اسی مبنی جوتی تھی، غلط قرار پاسکتی ہے۔ کیا کوئی مسلمان یہ
۔ یعنی تیار ہوں گتا ہے ۔ ۴

رسار کا نام ہے مر ریت ہلائیں، موجودہ دو۔ میں تو

15 CALDERN ROAD - LCN - ۱۷۸

صاحب کے الفاظ میں پہاں تھقرہ بیش بیجا جارہے۔

«آپ رضیٰ صاحب اکے... استفسار کے متعلق، کہ آیا مرصد گاہ اس طالب کوئی ایسا معینہ لذت اُم کرنے کے تامن ہو چکے ہیں جس سے نیا چاند نمودہ ہوئے، والی شام کی یقینی پیش کوئی کی جاسکے مجھے افسوس ہے کہ اس کا جواب کوئی میں ہے: آگے چل کر دا انگریز صاحب مزید لکھتے ہیں۔

در حقیقت رویت پلال کے متعلق کوئی بھی مفروضہ قائم نہیں کیا جاسکتا،
بچھا فسوس ہے کہ میرے خیال میں کوئی ایسا تنقی طریقہ نہیں ہے جس سے اس
موقع پر اسلام کی ضروری شرائط دآنکہ سے میا پاند دیکھنے کی بابت) پوری کی جاسکیں
(رویت پلال ص ۱۵ از ضیاء الدین، لندن)

ضیاء الدین صاحب نے اپنے اسی رسالہ میں، مشہور عالم رصدگاہ گرینی ویکی لائبریری پر کوئی کٹل کے فلکیاتی قرطاس علا کا ترجیح بھی دیا ہے یہاں اس کا ایک حصہ نظر کیا جا رہا ہے۔

وہ ہر ماہ نئے چاند کے پہلی مرتبہ قطر آنے والی تاریخوں کے متعلق بیش کوئی
کرنا ممکن نہیں، لیکن ایسے کوئی قاتاً برابر اعتقاد اور مکمل طور پر مسترد شاید
کہ جو دنیا میں ہوتے ہیں اس اندازہ سے اس کو متعددیں کرتے ہیں لاس تعداد کی
جسکے وہ چاند کے اوزن پر اندر از جانسکے لئے کافی ہوں گے

زندگانی ہے۔

۔ ملک نے کردی جو خالد کے متعلق کوئی بھی پیش نہ کیا
وہ تصور کے کمیں تکراری و مددوہ مسلمانوں پر ایسا
۔ ایسا کہ جو کتب ولاطفہ الشہ رفیع الدین

تویت و صاقت اور بھی زید و مذکور ہو جاتی ہے اور ثابت ہو جاتا ہے
کہ مسلم کے لئے اللہ کے رسول ملی اللہ علیہ وسلم نے قیامت بک کے لئے جو
اہمیا ہے وہ علمی طور پر بھی اُنل ہے۔

یہاں ایک سوال کا جواب دینا بھی مناسب معلوم ہو رہا ہے وہ یہ جب نماز لڑا
ہر روز کے استدای و انتہائی اوقات کی تحدید و تعین کے لئے آلات و حسابی
و مصالحہ دلائل مکمل ہیں و بہتر یاں، قابلِ اعتماد فرار دئے جاتے ہیں تو رؤیت
کے بارعے میں انھیں قابلِ اعتماد کیوں نہیں سمجھا جاتا؛ اس کا ایک علمی جواب
ہے کہ نمازوں کے لئے اور روزہ کے لئے رمضان "معیارہ"
ہے یہ ہے کہ نماز کا دو دین کیست کوئی ہوتا ہے کہ مسنون طریقے سے پڑھی
تو اس کا وقت کافی پنج ہوتا ہے۔ یعنی سادی طریقے سے وقت کی تحدید و تعین
بسی کی صورت میں غلطی۔ ایامکان کی تلاقوں کا خاص موقعہ اور وقت ملتا
ہے سادی طریقے سے معلوم ہونے والے وقت سے) کچھ موخر کر کے نماز پڑھی جائے
پہلے نعمت کو دی جائے۔ لیکن رمضان المبارک سے روزہ کا تعلق ایسا نہیں
ہے، خاص سادی طریقے سے رمضان کی آمد مان لینے کی صورت میں غلطی کے امکان
ہے اور نے کے لئے روزہ کو کچھ (مثلاً ایک دن) موخر یا مقدم کیا جاسکے، کیوں نکہ
جسک فرض یا ارتکاب حرماً لازم آئے تکار

لیکن۔ جیسا کہ اور پر معلوم ہوا۔ رمضان المبارک وغیرہ کی آمد کا مدار شرعاً
محکم سے دیکھنے پر ہے اور یہ (روگیت) ایک خالص علمی چیز ہے۔

لیق سنتے چاند کا فصل درست سمجھنے والوں نے یہ کہنا متروک کر دیا ہے
کی علم کے بھی آتے ہیں لہذا حدیث کا مطلب یہ یعنی صحیح ہے کہ نئے چاند کا معلم

صاحب کے الفاظ میں بہاں حقیر رہیش بجا جا رہے ہیں۔

«آپ (ضیا صاحب) کے... استفار کے متعلق، کہ آیا رصدگاہیں انس داں کوئی ایسا معیار قائم کرنے کے تھے ہو چکے ہیں جس سے نیا چاند نمودہ ہونے والہ شام کی پیشی پیش گوئی کی جا سکے مجھے افسوس ہے کہ اس کا جواب فتنی میں ہے: ہمچل کرڈ ائرکٹر صاحب مزید لکھتے ہیں۔

درحقیقت رویت ہلال کے متعلق کوئی بھی مفروضہ تم نہیں کیا جاسکتا۔ مجھا افسوس ہے کہ میرے خیال میں کوئی ایسا شخصی طریقہ نہیں ہے جس سے اس موقع پر اسلام کی مزدوری شرائط رآنکے سے نیا پاندہ دیکھنے کی بابت، پوری کی جاسکیں (رویت ہلال مرہٹہ از ضیاء الدین، لندن)

ضیاء الدین صاحب نے اپنے اسی رسالہ میں مشہور عالم رصدگاہ گرین ویچ ای اسٹیس بریس پکنسل کے فلکیاتی قریطاس علا کا ترجمہ بھی دیا ہے بہاں اس کا ایک حصہ نقل کیا جا رہا ہے۔

«ہمارا نئے چاند کے پہلی مرتبہ نظر آنے والی تاریخوں کے متعلق پیش گوئی کرتا ممکن نہیں، کیونکہ ایسے کوئی قتابی اعتماد اور متمکن طور پر مستند مشاہدہ موجود نہیں ہوتے جنہیں ان کا شرائط کو متعین کرتے میں استعمال کیا جا سکے جو چاند کے اول بار نظر آجائے کے لئے کافی ہوں؟»
مزید لکھتے ہیں۔

۱۔ یہ امر اٹھنے کردار یہ تو ہلال کے متعلق کوئی بھی پیش گوئی غیر مضمون ہے
ان سب تفصیلات کے پیش نظر مادقہ و مصدقہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد:
۲۔ اذَا امسأْتَ امْيَةً لَا نَكْتُبْ وَلَا خَسْبَ الشَّهَدَ رَهْكَ ذَا وَهْكَ ذَا

ہستی و صافت اور بھی ذہ و اخ دلال ہو جاتی ہے اور ثابت ہو جاتا ہے
اس مسلم کے لئے افسوس کے رسول ملی اندر علیہ وسلم نے قیامت شک کے لئے جو
رسول تھا اسی ہے وہ علمی طور پر بھی اٹل ہے۔

یہاں ایک سوال کا جواب دینا بھی مناسب معلوم ہو رہا ہے وہ یہ جب نازل
روزوف کے ابتدا تی و انتہائی اوقات کی تحدید و تعین کے لئے آلات و صابی
یقین و صابطہ (مثلاً گھر دیاں دھنتریاں)، قابلِ اعتماد قرار دے جاتے ہیں تو رویت
کے بارے میں اتفاقیت ہے، عتنا رکیوں نہیں سمجھا جاتا؛ اس کا ایک علمی جواب
ہے نماز دل کے لئے اور ارف پیش اور روزہ کے لئے رمضان «معیار»
مطلب یہ ہے کہ نماز کا وہ دیت کوچیع ہوتا ہے کہ مسنون طریق سے پڑھی
جئے تو، ۲۰ ہا وقت کافی نیچ جاتا ہے۔ یعنی صابی طریق سے وقت کی تحدید و تعین
حالت کی صورت میں غلطی۔ امکان کی تلاقوں کا خاصاً موقع اور وقت ملتا
ہے (سابی طریق سے معلوم ہونے والے وقت سے) کچھ موفر کے نماز پڑھی جائے
جس کو تم مردی جانتے۔ لیکن رمضان المبارک سے روزہ کا تعلق ایسا نہیں
ہے، اس بھی طریق سے رمضان کی آمد مان لینے کی صورت میں غلطی کے امکان
نہیں۔ لئے روزہ کو کچھ (مثلاً ایک دن) موخر یا مقدم کیا جاسکے، کیونکہ
تھہ فرض یا ارتکاب حرام لازم آئے گا۔

ابن حبان۔ جیسا کہ او پر معلوم ہوا، رمضان المبارک وغیرہ کی آمد کا مدار شرعاً
آنکے سے دیکھنے پر ہے اور یہ (رویت) ایک خالص عملی چیز ہے۔

۱۔ ۲۔ ۳۔ ۴۔ ۵۔ ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۴۱۰۔ ۴۴۱۱۔ ۴۴۱۲۔ ۴۴۱۳۔ ۴۴۱۴۔ ۴۴۱۵۔ ۴۴۱۶۔ ۴۴۱۷۔ ۴۴۱۸۔ ۴۴۱۹۔ ۴۴۲۰۔ ۴۴۲۱۔ ۴۴۲۲۔ ۴۴۲۳۔ ۴۴۲۴۔ ۴۴۲۵۔ ۴۴۲۶۔ ۴۴۲۷۔ ۴۴۲۸۔ ۴۴۲۹۔ ۴۴۳۰۔ ۴۴۳۱۔ ۴۴۳۲۔ ۴۴۳۳۔ ۴۴۳۴۔ ۴۴۳۵۔ ۴۴۳۶۔ ۴۴۳۷۔ ۴۴۳۸۔ ۴۴۳۹۔ ۴۴۳۱۰۔ ۴۴۳۱۱۔ ۴۴۳۱۲۔ ۴۴۳۱۳۔ ۴۴۳۱۴۔ ۴۴۳۱۵۔ ۴۴۳۱۶۔ ۴۴۳۱۷۔ ۴۴۳۱۸۔ ۴۴۳۱۹۔ ۴۴۳۲۰۔ ۴۴۳۲۱۔ ۴۴۳۲۲۔ ۴۴۳۲۳۔ ۴۴۳۲۴۔ ۴۴۳۲۵۔ ۴۴۳۲۶۔ ۴۴۳۲۷۔ ۴۴۳۲۸۔ ۴۴۳۲۹۔ ۴۴۳۳۰۔ ۴۴۳۳۱۔ ۴۴۳۳۲۔ ۴۴۳۳۳۔ ۴۴۳۳۴۔ ۴۴۳۳۵۔ ۴۴۳۳۶۔ ۴۴۳۳۷۔ ۴۴۳۳۸۔ ۴۴۳۳۹۔ ۴۴۳۳۱۰۔ ۴۴۳۳۱۱۔ ۴۴۳۳۱۲۔ ۴۴۳۳۱۳۔ ۴۴۳۳۱۴۔ ۴۴۳۳۱۵۔ ۴۴۳۳۱۶۔ ۴۴۳۳۱۷۔ ۴۴۳۳۱۸۔ ۴۴۳۳۱۹۔ ۴۴۳۳۲۰۔ ۴۴۳۳۲۱۔ ۴۴۳۳۲۲۔ ۴۴۳۳۲۳۔ ۴۴۳۳۲۴۔ ۴۴۳۳۲۵۔ ۴۴۳۳۲۶۔ ۴۴۳۳۲۷۔ ۴۴۳۳۲۸۔ ۴۴۳۳۲۹۔ ۴۴۳۳۳۰۔ ۴۴۳۳۳۱۔ ۴۴۳۳۳۲۔ ۴۴۳۳۳۳۔ ۴۴۳۳۳۴۔ ۴۴۳۳۳۵۔ ۴۴۳۳۳۶۔ ۴۴۳۳۳۷۔ ۴۴۳۳۳۸۔ ۴۴۳۳۳۹۔ ۴۴۳۳۳۱۰۔ ۴۴۳۳۳۱۱۔ ۴۴۳۳۳۱۲۔ ۴۴۳۳۳۱۳۔ ۴۴۳۳۳۱۴۔ ۴۴۳۳۳۱۵۔ ۴۴۳۳۳۱۶۔ ۴۴۳۳۳۱۷۔ ۴۴۳۳۳۱۸۔ ۴۴۳۳۳۱۹۔ ۴۴۳۳۳۲۰۔ ۴۴۳۳۳۲۱۔ ۴۴۳۳۳۲۲۔ ۴۴۳۳۳۲۳۔ ۴۴۳۳۳۲۴۔ ۴۴۳۳۳۲۵۔ ۴۴۳۳۳۲۶۔ ۴۴۳۳۳۲۷۔ ۴۴۳۳۳۲۸۔ ۴۴۳۳۳۲۹۔ ۴۴۳۳۳۳۰۔ ۴۴۳۳۳۳۱۔ ۴۴۳۳۳۳۲۔ ۴۴۳۳۳۳۳۔ ۴۴۳۳۳۳۴۔ ۴۴۳۳۳۳۵۔ ۴۴۳۳۳۳۶۔ ۴۴۳۳۳۳۷۔ ۴۴۳۳۳۳۸۔ ۴۴۳۳۳۳۹۔ ۴۴۳۳۳۳۱۰۔ ۴۴۳۳۳۳۱۱۔ ۴۴۳۳۳۳۱۲۔ ۴۴۳۳۳۳۱۳۔ ۴۴۳۳۳۳۱۴۔ ۴۴۳۳۳۳۱۵۔ ۴۴۳۳۳۳۱۶۔ ۴۴۳۳۳۳۱۷۔ ۴۴۳۳۳۳۱۸۔ ۴۴۳۳۳۳۱۹۔ ۴۴۳۳۳۳۲۰۔ ۴۴۳۳۳۳۲۱۔ ۴۴۳۳۳۳۲۲۔ ۴۴۳۳۳۳۲۳۔ ۴۴۳۳۳۳۲۴۔ ۴۴۳۳۳۳۲۵۔ ۴۴۳۳۳۳۲۶۔ ۴۴۳۳۳۳۲۷۔ ۴۴۳۳۳۳۲۸۔ ۴۴۳۳۳۳۲۹۔ ۴۴۳۳۳۳۳۰۔ ۴۴۳۳۳۳۳۱۔ ۴۴۳۳۳۳۳۲۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۔ ۴۴۳۳۳۳۳۴۔ ۴۴۳۳۳۳۳۵۔ ۴۴۳۳۳۳۳۶۔ ۴۴۳۳۳۳۳۷۔ ۴۴۳۳۳۳۳۸۔ ۴۴۳۳۳۳۳۹۔ ۴۴۳۳۳۳۳۱۰۔ ۴۴۳۳۳۳۳۱۱۔ ۴۴۳۳۳۳۳۱۲۔ ۴۴۳۳۳۳۳۱۳۔ ۴۴۳۳۳۳۳۱۴۔ ۴۴۳۳۳۳۳۱۵۔ ۴۴۳۳۳۳۳۱۶۔ ۴۴۳۳۳۳۳۱۷۔ ۴۴۳۳۳۳۳۱۸۔ ۴۴۳۳۳۳۳۱۹۔ ۴۴۳۳۳۳۳۲۰۔ ۴۴۳۳۳۳۳۲۱۔ ۴۴۳۳۳۳۳۲۲۔ ۴۴۳۳۳۳۳۲۳۔ ۴۴۳۳۳۳۳۲۴۔ ۴۴۳۳۳۳۳۲۵۔ ۴۴۳۳۳۳۳۲۶۔ ۴۴۳۳۳۳۳۲۷۔ ۴۴۳۳۳۳۳۲۸۔ ۴۴۳۳۳۳۳۲۹۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۰۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۴۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۵۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۶۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۷۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۸۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۹۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۰۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۱۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۲۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۳۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۴۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۵۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۶۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۷۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۸۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۹۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۰۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۱۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۲۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۳۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۴۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۵۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۶۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۷۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۸۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۹۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۰۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۱۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۲۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۴۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۵۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۶۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۷۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۸۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۹۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۰۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۱۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۲۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۳۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۴۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۵۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۶۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۷۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۸۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۹۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۰۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۱۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۲۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۳۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۴۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۵۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۶۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۷۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۸۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۹۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۰۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۱۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۲۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۴۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۵۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۶۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۷۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۸۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۹۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۰۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۱۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۲۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۳۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۴۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۵۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۶۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۷۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۸۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۹۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۰۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۱۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۲۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۳۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۴۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۵۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۶۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۷۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۸۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۹۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۰۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۱۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۲۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۴۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۵۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۶۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۷۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۸۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۹۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۰۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۱۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۲۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۳۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۴۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۵۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۶۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۷۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۸۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۹۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۰۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۱۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۲۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۳۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۴۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۵۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۶۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۷۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۸۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۹۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۰۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۱۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۲۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۴۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۵۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۶۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۷۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۸۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۹۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۰۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۱۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۲۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۳۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۴۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۵۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۶۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۷۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۸۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۹۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۰۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۱۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۲۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۳۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۴۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۵۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۶۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۷۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۸۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۹۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۰۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۱۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۲۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۴۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۵۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۶۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۷۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۸۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۹۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۰۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۱۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۲۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۳۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۴۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۵۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۶۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۷۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۸۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۹۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۰۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۱۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۲۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۳۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۴۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۵۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۶۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۷۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۸۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۹۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۰۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۱۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۲۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۴۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۵۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۶۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۷۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۸۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۹۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۰۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۱۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۲۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۳۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۴۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۵۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۶۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۷۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۸۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۹۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۰۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۱۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۲۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۳۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۴۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۵۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۶۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۷۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۸۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۹۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۰۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۱۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۲۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۴۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۵۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۶۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۷۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۸۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۹۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۰۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۱۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۲۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۳۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۴۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۵۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۶۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۷۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۸۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۹۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۰۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۱۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۲۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۳۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۴۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۵۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۶۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۷۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۸۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۹۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۰۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۱۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۲۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۴۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۵۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۶۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۷۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۸۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۹۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۰۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۱۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۲۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۳۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۴۔ ۴۴۳۳۳۳۳۳۱

حالت پا نظریاتی نہیں ہے۔ کیونکہ صاب پا اکلات زیادہ سے زیادہ رؤیت کا امکان بت سکتے ہیں۔ رؤیت کے عملہ واقع ہونے یا نہونے کی اصلاح نہیں دے سکتے لور اب تو اس کی تائید مدد یہ ترین مدد کا ہوں کے اعلیٰ ذمہ داروں اور ماہرین کے اقوال سے بھی ہو گئی۔ (حوالے ابھی گذر پچھے ہیں) اس کے بخلاف ناز، روزہ کے ابتدائی و انتہائی اوقات کا معاملہ ہے کہ وہ سورج کی حالتوں والثرات پر موجود ہے جو ہر سال کی متعدد تاریخوں میں مقررہ شکل ہی کے اندر تلقینی طور سے ظاہر مرتب ہوتے ہیں ان میں تبدیلی نہیں ہوتی اس لئے ایک سال کے تجربات پوری عمر کے لئے کافی ہو سکتے ہیں۔

لیکن انصب باتوں کے ساتھ یہ بھی لمحظہ رکھنا پڑھتے کہ اسلام کے فطری و عقیقی مذہب ہونے والوں شرعی احکام کے عقلی سیمہ کے مطابق ہونے کا لیک تفاضل یہ بھی ہے کہ اس میں کوئی بات اسی نہوجوفطرہ میتوان عقلی سیمہ سے واقعہ تکراری ہو جیسا کہ مشہور رائکی عالم اور مقول فقہ کی شہرۃ آفاق کتاب المواقف کے مصنف ابو سحاق شاذبیؓ نے ثابت کیا ہے چنانچہ کتاب مذکور کا ایک عنوان بھی ہے، «کل معنی لا يستقيم مع الأصل الشرعية والقواعد العقلية لا يعتمد عليه» (المواقف بجز فہرست۔ دار المعرفة بریوت، لبنان) اس بناء پر یہ کہنا اور سمجھنا غالباً غلط نہو کا کہ اگر بدیہی اور یقینی طور پر یہ ثابت ہو جائے کہ فلاں روز رؤیتِ ہمال کا عقلانی امکان نہیں ہے تو اس روز کی رؤیت ثابت ہائی محکمہ صدر کا ہے۔ ہو جائے تو نیکی ایسا ہیئت والی عربی زبان سے نہ اقتضی معلوم ہوتے ہیں کیونکہ رؤیت جب علم کے معنی میں اتا ہے تو اس کے بعد دو مفعولوں کا آنا ضروری ہے (یہاں حدیث میں ایک یہی مفعول ہے) علاوہ ازیں یہ کہ شخص میں آتے الفاظ کے وہی مفہوم جو تھے جو قرآن اول سے آنحضرتؐ چیزوں علمائے نے لئے ہیں ورنہ، صلاۃ، و صوم الفاظ کے مقاصد جیسی باتیں بر لے جا سکتے ہیں کہ صلاۃ، مکعبت و دعا اور صوم معنی عدم کلام خود تقریباً جو میں آتے ہیں تو کیا اس پناہ نماز روزہ کی جگہ بس دعا اور میون بریت، حزادینا دریافت ہو گا، و پھر دعا سے پریروخت کی گنجائش تو